# فقہ شافعی: ایک تعارف

از قلم: مفتی محمد نوشاد قاسمی

''فقہ شافعی'' حضرت امام شافعیؒ (ابوعبداللہ محمد ادریس بن عباس بن عثمان بن شافعی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۲۰۴ھ) کی طرف منسوب ہے۔ حضرت امام شافعیؒ امت مسلمہ کی ان نابغۂ روزگار اور یگانۂ زمانہ ہستیوں میں ایک ہیں جن پر نہ صرف امت اسلامیہ، بلکہ اصول حدیث، علم فقہ اور اصول فقہ جیسے کتنے ہی علوم وفنون کو آپ کی مایہ ناز شخصیت پر ناز رہے گا۔ آپ نے اپنے پیش رو صحابہ کرامؓ اور تابعین کے علوم و معارف کو پوری دیانت اور فہم و فراست کے ساتھ، اپنے سینہ مبارک میں سمیٹ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ، غیر معمولی فہم و فراست، حیرت انگیز ملکۂ اجتہاد وتفقہ اور عظیم بصیرت سے سرفراز کیا تھا۔ کثرت علم اور بے نظیر ملکۂ اجتہاد واستنباط کے آمیختہ ہی نے آپ کو عبقریت کے اس مقام پر پہنچایا کہ آپ متقدمین کے انداز تشریع اور منہج تحقیق پر قانع نہ ہو سکے، آپ نے اصول فقہ کی تدوین کی اور قیاس صحیح اور قیاس فاسد کا فرق اصول فقہ میں واضح کیا۔ (ا، حاشیہ: حجۃ اللہ البالغہ ۱/۸۶)

آپ نے روایت ودرایت کی جامع اور ایک نئے انداز سے طرز اجتہاد واستنباط کی داغ بیل ڈالی، جس نے اپنے ارتقائی مرحلے میں اپنے مؤسس کی نسبت سے ''فقہ شافعی'' کا نام پایا، ''فقہ شافعی وہ قابل اعتماد فقہ ہے جس کے سامنے پوری امت مسلمہ کی گردنیں عزت واحترام سے جھکی ہوئی ہیں اور جس کی روشنی میں امت کا عظیم طبقہ، ولادت سے لے کر وفات تک، دنیا سے لے کر آخرت تک کے عملی مسائل طے کرتا ہے۔ دیگر مذاہب فقہیہ کی طرح ''فقہ شافعی'' کی بھی کچھ نمایاں خصوصیات اور اولیات ہیں جو اسے مذاہب کی صف میں ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔ زیر نظر سطور میں فقہ شافعی کی کچھ اہم خصوصیات پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## قول قدیم اور قول جدید امام شافعیؒ کے علمی ادوار کی روشنی میں:

فقہ شافعی کے مطالعہ میں ہر ہر قدم پر ''قول قدیم'' اور ''قول جدید'' کا سامنا ہوتا ہے۔ اس تعلق سے یہ جان لینا ضروری ہے کہ اجتہاد وتفقہ کے لحاظ سے امام شافعیؒ پر تین دور گزرے ہیں:

اول: مکہ مکرمہ کا قیام، جو ۱۶۰ھ سے ۱۹۵ھ تک دراز ہے۔ اسی دور میں آپ نے مشائخ حجاز سے استفادہ کے بعد فتویٰ دینا شروع کیا تھا۔ اس دور میں فقہ حجازی کے مؤید اور فقہ عراقی کے ناقد نظر آتے ہیں۔

دوم: آپ ۱۹۵ھ میں بغداد تشریف لے گئے اور بہت سے مسائل میں فقہائے عراق کی آراء سے متاثر ہوئے۔

سوم: پھر ۱۹۹ھ میں آپ بغداد سے مصر تشریف لے گئے اور چار سال وہیں مقیم رہے۔ مصر میں آپ نے اپنی تمام آراء پر از سر نو نگاہ تحقیق ڈالی، بہت سے مسائل میں رجوع فرمایا، آپ کی ان ہی جدید آراء کو ''قول جدید'' اور سابقہ آراء کو ''قول قدیم'' کہا جاتا ہے۔ (المدخل الی الفقہ الشافعی ۱/۳)

## اصول فقہ شافعی سے متعلق کچھ وضاحت:

اصول و قواعد میں بھی فقہ شافعی ممتاز ہے، بلکہ امام شافعیؒ اصول فقہ کے مدون کہے جاتے ہیں اور ان کی کتاب ''الرسالہ'' اصول فقہ کے موضوع پر دنیا کی سب سے قدیم کتاب ہے۔ اصول فقہ شافعی سے متعلق درج ذیل وضاحتیں پیش ہیں:

**مصادر فقہ:**

حضرت امام شافعیؒ استنباطِ مسائل میں سات اَدلہ کو بالترتیب پیش نظر رکھتے ہیں: کتاب اللہ، سنت ثابتہ، اجماع امت، کتاب اللہ پر قیاس، سنت پر قیاس، اجماع پر قیاس، مختلف فیہ احکام پر قیاس۔ (الأم ۲/۶۴)

ان سات مآخذ کا حاصل وہی چار دلیلیں ہیں جو تمام فقہاء نے ذکر کی ہیں: کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس

**عام کا مفہوم**

شوافع کے یہاں عام، اپنے مفہوم میں قطعی نہیں ہوتا بلکہ عام کی تین قسمیں ہیں:

اول: وہ جس میں عموم کا مراد ہونا ظاہر ہو اور اس کی تصریح بھی کر دی گئی ہو۔ عام طور پر صفاتِ باری اور اعتقادی احکام میں یہ عموم ہوتا ہے۔

دوم: وہ عام جس سے عموم ہی مقصود ہے لیکن اس میں تخصیص کا احتمال بھی موجود ہو۔

سوم: وہ عام جس سے خاص معنیٰ ہی مراد ہے۔

اس طرح فقہ شافعی میں علمی احکام سے متعلق نصوص میں جہاں کہیں عموم پایا جائے ان میں کم از کم تخصیص کا احتمال ضرور ہوتا ہے جو فقہ حنفی کے اصول سے مختلف ہے اور اس کا اثر بہت سے مسائل میں ظاہر ہوا ہے۔

**نسخ اور تخصیص میں فرق**

احناف کے یہاں نسخ اور تخصیص کے درمیان فرق نہیں ہے، لہٰذا ''مخصص'' کا ناسخ ہی کی طرح مخصوص سفر سے

اقویٰ یا اس کے مساوی ہونا ضروری ہے۔ یہ اختلاف دراصل عام کے حکم کے اختلاف سے مربوط ہے۔ امام شافعی کے یہاں عام اپنے مفہوم میں قطعی نہیں، اس لئے ظنی دلائل (جیسے خبر واحد صحیح) سے اس کی تخصیص جائز ہے۔ البتہ نسخ کے لئے ناسخ کا منسوخ کے مساوی یا اقویٰ ہونا ضروری ہے۔ اس فقہ کا اثر ''فاتحہ خلف الامام'' جیسے ہزاروں مسائل میں ہوا ہے۔ (فقہ اسلامی، تدوین وتعارف، ص:۲۷)

## صحت حدیث پر خاص توجہ

مجموعی طور پر تمام مذاہب فقہیہ معتبرہ کی بنیاد کتاب وسنت پر ہی ہے، مگر فقہ شافعی میں یہ چیز بہت نمایاں نظر آتی ہے، اس کے بنیادی اسباب پر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ '' حضرت امام شافعیؒ نے فقہ مالکی وفقہ حنفی کے اصول وفتاویٰ پر گہری نظر ڈالی تو انہیں کچھ ایسی واضح غلطیاں نظر آئیں جن کی وجہ سے وہ اس کی اتباع نہ کر سکے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے تابعین تک صحیح احادیث نہیں پہنچی تھیں۔ اسی طرح حدیث کے رد وقبول کا کوئی معیار بھی ان کے پاس نہیں تھا۔ حضرت امام شافعیؒ نے حدیث کا بہت گہرائی سے تتبع کیا اور اس کے اصول بنائے اور ان پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ (حجۃ اللہ البالغہ:۱/۸۸)

حضرۃ الامام الشافعیؒ نے کتاب ''الام'' میں اپنے اس نظریہ کی بہت تفصیل سے وضاحت کی ہے۔ (الأم:۱/۱۵۳)

## اجماع:

اجماع امام شافعیؒ کے نزدیک بھی حجت ہے اور اس کی صراحت انہوں نے اپنی مایہ ناز کتاب ''الام'' میں متعدد مقامات پر کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں: '' ومنها ما اجتمع المسلمون عليه، وحكوا عمن قبلهم الاجتماع عليه، وان لم يقولوا هذا بكتاب ولا سنة، فقد يقوم عندى مقام السنة المجمع عليها وذلك أن اجماعهم لا يكون عن راى، لأن الرأى اذا كان تفرق فيه (الأم:۱/۱۵۳)

البتہ ان کی تحریروں کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اجماع سکوتی حجت نہیں ہے۔ ایک جگہ اجماعی مسئلہ پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں'' **فاين الاجماع فيما لا رواية فيه** ''(الأم:۱/۱۲۴) اور جگہ جگہ وہ اہل مدینہ کے دعویٰ اجماع کی تردید کرتے نظر آتے ہیں۔ (الأم:۱/۱۳۸)

## آثار صحابہ:

امام شافعیؒ کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ ابتداء آثار صحابہ کو حجت مانتے تھے مگر بعد میں ان کی رائے بدل گئی۔ (فقہ اسلامی ص:۲۸۰)

مگر کتاب الام کے مطالعہ سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ جن مسائل میں قرآن وحدیث کی کوئی نص نہیں ہے وہاں آثار صحابہ کو حجت مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ یمین لغو کی وہی تفسیر کرتے ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

''اما الذی نذھب الیہ فھو ما قالت عائشۃ'' (الأم ۶۳/۷)

اسی طرح سورہ حج میں دو سجدے کی بنیاد بھی حضرت عمرؓ کے قول پر ہے:

" سألت الشافعی عن السجود فی سورة الحج، فقال: فیھا سجدتان قلت: وما الحجة فی ذلك؟ فقال: أخبرنا مالك عن نافع ان رجلاً من اهل مصر أخبره أن عمر بن الخطاب سجد فی سورة الحج سجدتین، ثم قال: ان هذا السورة فضلت بسجدتین" (الام:۱۳۸/۱)

نیز اس مسئلہ میں وہ حضرات ابن عمرؓ کی روایت بھی پیش کرتے ہیں۔

## متعارض روایات میں فقہ شافعی کا طرز عمل:

فقہ شافعی کا یہ پہلو بھی قابل توجہ اور بہت حد تک ممتاز ہے کہ وہ متعارض روایات کے درمیان طریق عمل کی ترتیب یوں قائم کرتے ہیں: تطبیق، پھر نسخ، پھر ترجیح، پھر دونوں کو ساقط کر کے توافق (فقہ اسلامی، ص ۲۸۴) اور اس ترتیب کا عملی فائدہ یہ ہے کہ اس میں زیادہ نصوص پر عمل ہو سکے گا۔ جیسے حضرت زید بن ارقمؓ کی ایک روایت نماز میں گفتگو کی ممانعت کو بتلاتی ہے۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:۱۱۴۲)

دوسری طرف حضرت ذوالیدین کی روایت سے گفتگو کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ شوافع نے ''ممانعت'' کو عمداً گفتگو پر اور ''جواز'' کو نسیاناً کلام پر محمول کر کے تطبیق دی ہے۔ (البخاری، رقم الحدیث:۴۶۸)

## فقہ شافعیؒ کی عمومی خصوصیات:

فقہ شافعی کے کچھ اصولی موقف کے جاننے کے بعد، مناسب ہے کہ اس کی کچھ عملی اور عمومی خصوصیات پر مختصر روشنی ڈالی جائے۔

۱...... فقہ شافعی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اختلافی احکام میں احتیاط کا لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً: غسل میں بدن رگڑنا شوافع کے یہاں فرض نہیں ہے، مالکیہ کے نزدیک فرض ہے مگر شوافع اسے مستحب قرار دیتے ہیں۔ اس طرح کی مثالوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ (الام ۴/۱)

### ۲...... معصیت پر سخت گیر موقف

فقہ شافعی میں گناہ اور معصیت کے دروازے کو بند کرنے کی بہت حد تک کوشش کی گئی ہے، اسی لئے شریعت کے وہ

احکام جو ''رخصت'' کے درجے کے ہیں، ان سے گناہ گاروں کو استفادہ کا حق نہیں ہے ''الرخص لاتناط بالمعاصی '' (الاشباہ والنظائر للسیوطی، ۲۶۰) اسی لئے کوئی شخص معصیت کے ارادے سے سفر کر رہا ہے تو اسے سفر کی سہولتیں جیسے نماز میں قصر، روزہ نہ رکھنا، موزے پر تین دن تک مسح کرنا اور تیمم وغیرہ حاصل نہیں ہوں گی اور اسی طرح زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، کیوں کہ ''رشتہ مصاہرت'' ایک نعمت ہے، جسے گناہ سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ (ہدایہ، ص ۳۰۹)

## ۳۔معاشرتی مصالح کی رعایت:

فقہ شافعی نے اس تعلق سے فقہ مالکی سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے، چنانچہ تنگ دست اور نفقہ نہ دینے والے شوہر سے بیوی تفریق کا مطالبہ کرسکتی ہے، گزرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر ہر حال میں واجب ہے۔ نکاح کے بعد شوہر میں کوئی عیب (جیسے جنون وغیرہ) پیدا ہو جائے تو بیوی فسخ کا مطالبہ کرسکتی ہے۔ (فقہ اسلامی، ص ۲۹۱)

## ۴......احکام حج میں آسانی

احکام حج میں ''یسر اور سہولت'' فقہ شافعی کا ایک نمایاں اور ممتاز باب ہے، جس کی وضاحت درج ذیل فروعی احکام سے ہو جاتی ہے۔

(الف) حرم جانے والا، اگر حج اور عمرہ کے ارادے سے نہ جائے تو بلا احرام میقات سے آگے بڑھ سکتا ہے۔ (الام ۲/۱۴۰)

(ب) دسویں ذی الحجہ کے اعمال میں ترتیب واجب نہیں ہے۔

(د) محصر (جو عذر کی وجہ سے احرام باندھنے کے بعد، حج وعمرہ کو نہ جاسکے مقام احصار پر قربانی کرسکتا ہے۔ (الام ۲/۱۵۹)

(ہ) محرم کے لئے جو جانور کوئی غیر محرم شکار کرلے، وہ محرم کھا سکتا ہے اور اس پر دم واجب نہیں ہے۔ (فقہ اسلامی، ص ۲۹۱)

(و) محرم اگر ''ازار'' (لنگی) نہ پائے تو سلا ہوا کپڑا پہن سکتا ہے اور واجب نہیں ہے۔ (التنبیہ فی الفقہ الشافعی ۱/ ۶۰)

## فقہ شافعی کے ناقلین:

فقہ شافعیؒ دو واسطوں سے نقل ہوئی ہے:

(۱) ایک ذریعہ امام شافعی کے تلامذہ کا ہے، جن میں ابوبکر حمیدی (م: ۲۱۹ھ) ابوالولید جارود، حرملہ بن یحییٰ (م: ۲۶۶) ابویعقوب بویطی (م: ۲۳۱) ابوابراہیم مزنی اور ربیع بن سلیمان مرادی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

(۲) دوسرا ذریعہ آپ کی تالیفات کا ہے، امام شافعیؒ کا یہ خاص امتیاز ہے کہ وہ کثیر التصانیف تھے، آپ نے اپنے منہج، طریقہ استنباط، مصادر فقہیہ سے متعلق اپنی رائے اور فقہ و حدیث کے اصولوں کو بڑی تنقیح و ترتیب سے مرتب فرمادیا تھا، اس لئے آپ کے فقہی منہج کے جاننے کے لئے ان مشقتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، جو دیگر ائمہ مجتہدین کے فقہی مناہج اور طریقہ استنباط کے جاننے کے لئے کرنا پڑتا۔ (المدخل الی الفقہ الشافعی ۱۴/۱)

## فقہ شافعیؒ کے ارتقاء کے کچھ خاص اسباب:

یہ واقعہ ہے کہ فقہ شافعی کو تاخرزمانہ اور حکومت کی سرپرستی حاصل نہ ہونے کے باوجود مقبولیت، وسعت اور پھیلاؤ میسر آیا وہ بجائے خود حیرت انگیز ہے۔ اس کے بنیادی اسباب یہ تھے:

(الف) حضرت امام شافعیؒ کی جامع ترین شخصیت: فقہ شافعیؒ سے پہلے دو فقہی مراکز وجود میں آچکے تھے، ایک پر روایت کا غلبہ تھا اور دوسرے پر درایت کا پہلو غالب تھا، آپ نے دونوں مراکز کے شیوخ اور نمائندہ شخصیات سے براہ راست استفادہ کیا، اس لئے آپ کی شخصیت میں روایت و درایت کا حسین امتزاج نظر آتا ہے اور فقہ شافعی کو دونوں مذاہب فقہیہ کا خلاصہ کہا جاتا ہے۔ (المدخل الی الفقہ الشافعی ۱۴/۱)

(ب) الفقہ المخدوم: فقہ شافعی ہر زمانے میں نامور مجتہدین و محدثین اور اصحاب تالیف علماء و فقہاء کا مرکز توجہ رہی ہے، جس کا صحیح اندازہ ''طبقات فقہاء الشافعیہ'' کی اجمالی فہرست پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ بااثر شخصیات کی حمایت نے فقہ شافعی کو عروج وارتقاء کے اوج کمال تک پہنچا دیا (ایضاً: ۱۵/۱)

(ج) کتب الامام شافعی: امام شافعیؒ کی تحریریں، جن میں آپ نے طریق استنباط اور اصول اجتہاد کو بڑی عمدہ ترتیب سے جمع فرمادیا ہے، فقہ شافعی کے ارتقاء کا ایک سبب ہے، کیوں کہ ان کتابوں نے بعد کے فقہاء کے لئے امام صاحب کے نقطہ نظر کی وضاحت کو بہت آسان کردیا ہے۔ (ایضاً ۱۶/۱)

خلاصہ یہ ہے کہ فقہ شافعی ایک جامع ترین فقہ ہے، اس میں روایت و درایت، نیز اصول و قواعد اور لوگوں کے احوال کی رعایت، بڑے توازن اور اعتدال کے ساتھ کی گئی ہے اور کسی بھی پہلو کو تشنہ تکمیل نہیں چھوڑا گیا ہے۔

☆☆☆